رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ:- الفضل قادیان

۸۶۱

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت ۲ دو پیسے (۰/)

جلد ۲۲ | مورخہ ۱۵ صفر ۱۳۵۴ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۹ مئی ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۶۸

احرار کی فتنہ انگیزیوں کے خلاف معاصر "سیاست" کی پُر زور آواز

"الفضل" پر تشدد کی تلقین کرنے کا جھوٹا اور پُر فریب الزام

احراریوں کا بے بُنیاد الزام

احراریوں کی طرف سے عوام کو جس طرح ایک عرصہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال دلایا۔ اور کُھلم کُھلا تشدد کے لئے اکسایا جا رہا ہے۔ وہ بالکل ظاہر و باہر ہے۔ اور روز افزوں اس کے بد اثرات جگہ بجگہ رونما ہو رہے ہیں۔ احمدیوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا۔ اور ہر قسم کا دکھ پہونچایا جا رہا ہے چونکہ یہ فتنہ حد سے بڑھتا جا رہا ہے۔ اور ہر شریف انسان احراریوں کی اس ظالمانہ اور بہیمانہ روش کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے کوشش کی جاتی ہے۔ کہ احمدیوں کے متعلق بالکل جھوٹے۔ اور بے بُنیاد واقعات شائع کرکے یہ ظاہر کریں۔ کہ وُہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ جوابی طور پر کر رہے ہیں۔ احمدیوں کی طرف سے بھی ان کے خلاف تشدد کی تلقین کی جاتی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ وُہ لوگ جنہیں احراریوں کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے خطبات پڑھنے کا موقعہ ملا ہے۔ وُہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت کو بار بار تاکید کے ساتھ یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ احراری خواہ ان پر کس قدر ظلم و ستم کریں۔ وُہ قطعاً پُر امن رہیں۔ گالیاں سُنیں۔ اور خاموش رہیں۔ ماریں کھائیں۔ اور ہاتھ نہ اٹھائیں۔ اور جماعت احمدیہ پوری احتیاط کے ساتھ اس کی پابند ہے۔ اس وقت تک بیسیوں واقعات ایسے ہو چکے ہیں کہ احمدیوں کو بلا وجہ۔ اور بلا قصور احراریوں نے پیٹا۔ بے عزت کیا۔ فحش گالیاں دیں۔ مگر انہوں نے جوابی طور پر بھی کچھ نہیں کیا۔ حتےٰ کہ قادیان میں ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ کہ احمدیوں کو مارا گیا سخت اشتعال انگیز گالیاں دی گئیں۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ لیکن احمدی بالکل پُر امن ہیں۔ اور انہیں یہی تاکید کی جاتی ہے۔ کہ قطعاً ظالم کے مقابلہ میں ہاتھ نہ اٹھائیں۔ "الفضل" کے صفحات میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس قسم کے متعدد تاکیدی احکام موجود ہیں۔ اور پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ جن کی تمام جماعت نہایت عمدگی سے پابندی کر رہی ہے۔ اس عمدگی کے ساتھ کہ آج تک احراریوں کو کبھی یہ کہنے کی جُرأت نہیں ہوئی۔ کہ "الفضل" میں احراریوں کے ظلم و ستم کے مقابلہ میں طاقت اور قوت کے استعمال کرنے کے لئے کبھی اشارتاً بھی کچھ لکھا گیا ہے۔

لیکن مدیر و سر دبیر "احسان" جو جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں جاہلانہ غلط بیانیاں کر کے کئی بار اپنی مدیرانہ قابلیت کا نہایت شرمناک مظاہرہ کر چکے ہیں۔ حال میں پھر اسی قسم کی حرکت کے مرتکب ہوئے ہیں۔ جس کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

احرار کی حرکات سے شرفا کی بیزاری

پچھلے دنوں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر احراریوں نے شورش۔ اور فتنہ و فساد پیدا کر کے اپنی تہذیب و شرافت کا جو قابل شرم نمونہ دکھایا۔ اور شیرازہ ملت کو بکھیرنے کی ناپاک سعی کی۔ اس پر معزز معاصر "سیاست" نے اپنی تین اشاعتوں میں مفصل روشنی ڈالی۔ اور احراریوں کی آئے دن کی فتنہ اندازیوں۔ اور شرارتوں کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہوئے لکھا۔

"احرار کا علاج کیا ہے۔ یہ کہ مخلص رضاکاروں کی ایک جماعت بنائی جائے۔ جو مسلمانوں کی آزادیٔ اظہار خیال کی حمایت کے لئے ہر جلسہ میں موجود رہے۔ اور اگر احرار ایک جلسہ کو خراب کریں۔ تو یہ جماعت ان کے دس جلسوں کو خراب کرے۔ ہر عدوئے ملت کو خواہ وُہ مظہر علی ہو۔ یا حبیب الرحمٰن۔ افضل حق ہو۔ یا عطاء اللہ۔ اس کو ڈاڑھی سے پکڑ کر سٹیج سے نیچے اتار دے۔ تاوقتیکہ وُہ وعدہ نہ کرے۔ کہ وُہ آئندہ محض اختلاف خیال کی وجہ سے مسلمانوں کے کسی اجتماع کو خراب نہ کرے گا۔"

۲۶ رمئی کو ہر جگہ کی احمدی جماعتیں جلسے کریں

اور

تحریک جدید کے تمام پہلوؤں پر تقریریں کی جائیں

اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ کہ اس نے ایسے وقت میں جبکہ جماعت احمدیہ پر مخالفین متفقہ طور پر حملہ کر رہے ہیں۔ اور ہر قسم کا گند اچھال رہے ہیں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پر ایسی تجاویز القاء کیں۔ جن پر عمل کرنے سے نہ صرف احرار کی فتنہ پردازیاں بے اثر ہو جاتی ہیں۔ بلکہ جماعت ترقی کی منازل بسرعت طے کر سکتی ہے۔ ان تجاویز کی اہمیت ہر احمدی کے ذہن نشین کرنے کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ ۲۶ رمئی اتوار کے دن ہر جگہ کی احمدی جماعتیں جلسے کریں۔ اور مختلف اصحاب مختلف موضوعات پر لیکچر دیں۔ مثلاً کوئی آپس میں اتحاد و محبت پر لیکچر دے۔ کوئی چندوں کے بقائے ادا کرنے کی تحریک۔ اور بچوں کو تعلیم کے لئے قادیان بھیجنے کی اہمیت بتائے۔ کوئی تحریک جدید کے آئندہ سال کے چندہ کے لئے جماعت کو تیار کرے۔ غرض ۲۶ رمئی کو تحریک جدید کے ہر حصہ پر تقریریں کی جائیں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اس فرمان کے مطابق ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ جہاں وہ خود ان جلسوں میں شریک ہو۔ وہاں دوسروں کو بھی شریک ہونے کی تلقین کرے۔ اور اس بات کا عملی ثبوت پیش کرے۔ کہ جو اخلاص جماعت احمدیہ کو اپنے امام کے ساتھ ہے۔ اس کی مثال دنیا کی کسی اور جماعت میں ملنا قطعاً ناممکن ہے۔

۲۶ رمئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کا دن ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی یہ خاص طور پر اہمیت رکھتا ہے۔ پس ہر جگہ کی جماعتوں کے ذمہ وار افراد کو چاہیئے کہ وہ اس دن کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے اپنے حلقہ اثر میں ابھی سے انتظام شروع فرما دیں۔ اور مالی و جانی قربانی کے ان مطالبات کو خود پورا کرتے اور دوسروں کو پورا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے جن کا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ان ایام میں مطالبہ ہو رہا ہے۔ دشمن کو بتا دیں۔ کہ اس کی تمام شورش اور ہنگامہ خیزی کا مقابلہ ہم خدا کے فضل سے ایسے صبر و استقلال کے ساتھ بنیان مرصوص ہو کر کر رہے ہیں کہ انشاء اللہ اس مقصد میں ضرور کامیاب ہونگے۔ جسے پورا کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔

ہم نے یہ دکھانے کے لئے کہ احراریوں کی اسلام دشمنی اب اس قدر واضح ہو چکی ہے۔ کہ مسلمانوں کا سنجیدہ اور شریف طبقہ ان سے سخت نالاں ہے۔ اور ان کا علاج تجویز کرنے کی ضرورت محسوس کر رہا ہے۔ معاصر "سیاست" کا یہ مقالہ الفضل میں شائع کیا۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ احرار اپنی اس مذموم روش میں اصلاح کرنے کی طرف متوجہ ہوتے جس کے خلاف معاصر "سیاست" نے مندرجہ بالا الفاظ لکھے۔ اور یہ محسوس کرتے۔ کہ شریف مسلمان ان کی فتنہ آرائیوں سے سخت بیزار ہو چکے ہیں۔ اور اگر انہوں نے اپنے مفسدانہ طریق عمل کو نہ بدلا۔ تو انہیں سبق دینے کے لئے مسلمان ضروری کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائیں گے

"احسان" کا بے جا شور

لیکن اس کھلی اور واضح حقیقت کو نہ صرف نظر انداز کرتے ہوئے بلکہ ازراہ شرارت یا جہالت اس پر پردہ ڈالنے کے لئے مدیر "ہمدرد" یا "احسان" نے معاصر "سیاست" کے الفاظ "الفضل" کی طرف منسوب کر کے یہ شور مچا دیا ہے۔ کہ "الفضل کی طرف سے تشدد کی کھلم کھلا تبلیغ کی گئی ہے۔ اور حکومت کو دھمکی دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"اگر حکومت نے مہر سکوت نہ توڑی اور اس نے الفضل کے خلاف اقدام نہ کیا۔ تو ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے۔ کہ حکومت کو ہمارے جذبات کی قطعاً کوئی پروا نہیں۔ اور وہ امن عامہ کے دشمنوں کی پیٹھ ٹھونک رہی ہے۔"

ایک اہم سوال

مگر ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر ان الفاظ میں جو "احسان" نے نقل کئے ہیں۔ تشدد کی کھلم کھلا تعلیم دی گئی ہے۔ اور ان کے خلاف حکومت کے اقدام نہ کرنے پر ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان حکومت کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے تو اس کا اعلان اس وقت کیوں نہ کیا گیا جب یہ الفاظ معاصر "سیاست" میں شائع ہوئے تھے اور یہی نہیں، بلکہ تین طول طویل مقالات میں احراریوں کو ایسی سنائی گئی تھیں کہ آج تک وہ ایک لفظ کا بھی جواب نہیں دے سکے۔ پھر اگر ان الفاظ کا مطلب اور مفہوم اب سمجھ میں آیا ہے۔ جبکہ انہیں "الفضل" میں درج کیا گیا ہے۔ تو بھی معاصر "سیاست" کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا۔ اور کیوں یہ نہیں لکھا۔ کہ "سیاست" کی طرف سے تشدد کی کھلم کھلا تبلیغ" اور کیوں حکومت سے یہ مطالبہ نہیں کیا۔ کہ "سیاست" کے خلاف اقدام کرے۔

اگر یہ تشدد کی تبلیغ "الفضل" نے کی۔ اور بقول "احسان" ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان اس کے خلاف ہیں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ یہ بالکل بے اثر اور بے نتیجہ رہے گی۔ پھر اس کے خلاف شور مچانے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن اگر یہ الفاظ ایسے حلقہ کی طرف سے کہے گئے ہیں۔ جو آٹھ کروڑ مسلمانوں پر اثر رکھتا ہے۔ اور مسلمان اس کی بات ماننے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ تو پھر احراریوں کو اس حلقہ کے خلاف واویلا کرنا چاہیئے تھا۔ جو نہیں کیا گیا۔

شرفاء کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش

اس سے دو باتیں بالکل واضح ہیں۔ ایک تو یہ کہ "احسان" نے دھوکہ دہی اور فریب کاری سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ کہ الفضل نے احراریوں کے خلاف تشدد کی تلقین کی ہے۔ اور اس طرح ان لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا چاہا۔ جو احمدیوں پر احراریوں کے مظالم اور ستم شعاریوں کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

"سیاست" کا نام لیتے احراریوں کی روح فنا ہوتی ہے

دوسری بات یہ ثابت ہے۔ کہ معاصر "سیاست" چونکہ احراریوں کے گھر کا بھیدی ہے۔ اور اس کے متعلق وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر اس کے خلاف ایک لفظ بھی موںہہ سے نکالا۔ تو وہ نہ صرف زبان گدی سے کھینچ لیگا۔ بلکہ ایسے ایسے پوست کندہ حالات پبلک کے سامنے رکھدیگا۔ کہ احراریوں کو موںہہ دکھانا مشکل ہو جائیگا۔ اس لئے اس کا نام لیتے ہوئے ان کی روح فنا ہوتی ہے۔ "احسان" اگر "سیاست" کے الفاظ "الفضل" کی طرف منسوب کرنے میں نادانی اور جہالت کا شکار ہوا ہے۔ تو اب بھی اسے چاہیئے کہ وہ اس بارے میں "سیاست" کو مخاطب کرے۔ اور جو کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اسے کہے "الفضل" نے تو صرف وہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ جو "سیاست" نے لکھے۔ نہ کہ اپنی طرف سے کچھ کہا ہے۔ مگر ہم عوی کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ نہ "احسان" کو اور نہ احراریوں میں سے کسی اور کو اتنی جرأت ہے۔ کہ وہ "سیاست" کے مقابلہ میں کھڑا ہو سکے۔

احراریوں پر خوف و ہراس

معاصر "سیاست" نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ احراریوں کی فتنہ پردازیوں کو مسلمانوں کا شریف طبقہ نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ شرفاء میں یہ احساس روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اور کوئی ایسا انتظام ان کے مد نظر ہے۔ جو احراریوں کو شرمناک حرکات سے باز رکھنے میں موثر ثابت ہو سکے۔ اسی وجہ سے احراریوں پر خوف و ہراس چھا گیا۔ اور "احسان" نے اس انتقامی تجویز کو جو معاصر "سیاست" نے احراریوں کے زہر کو دور کرنے کے لئے شرفاء کی طرف سے پیش کی ہے۔ "الفضل" کی طرف منسوب کر کے اپنی بریت کی کوشش شروع کر دی ہے چنانچہ لکھتا "ان آزاد خیال مسلمانوں کا رویہ نہایت غیر مستحسن ہے۔ جو احرار پر وپیگنڈا کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔ اور انہیں برا بھلا کہنے میں قادیانیوں کی ہمنوائی کرتے ہیں۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان قادیانیوں کی فتنہ انگیزی اور جور و استبداد پر خواب خرگوش میں پڑے رہیں۔ خصوصاً جبکہ قادیانیوں کو حکومت کی حمایت حاصل ہو۔ ایسے دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مسلمانوں کے مخلص خادموں پر الزام دھرنے سے پہلے صورت حالات کا بنظر تعمق مطالعہ کریں۔ اور انہیں خواہ مخواہ بدنام کر کے ملت اسلامی کو نقصان نہ پہنچائیں۔" ان سطور کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ "سیاست" کی بجائے "الفضل" کا ذکر محض اس لئے کیا گیا ہے۔ تا ان شریف اور انصاف پسند مسلمانوں کو مبتلائے فریب کیا جائے۔ جو احراریوں کی فتنہ انگیزیوں سے تنگ آ چکے۔ ان کی بدزبانیوں سے بیزار ہو چکے۔

سر محمد اقبال اور سلسلہ احمدیہ

پروفیسر علامہ عبد القادر صاحب ایم اے کے قلم سے

سر محمد اقبال کا جو بیان جماعت احمدیہ کے خلاف بعض اردو اور انگریزی اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اس پر پروفیسر علامہ عبد القادر صاحب ایم۔ اے۔ مولوی فاضل۔ منشی فاضل نے انگریزی میں جو تبصرہ کیا ہے اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

یہ نہایت ہی افسوس اور رنج کی بات ہے کہ اس وقت جبکہ مسلمانان ہند ہندوستان میں اپنی زندگی کے ایک نہایت نازک دور میں سے گزر رہے ہیں۔ پنجاب کا مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال باہمی ناچاقی اور مناقشت کی سُریں الاپ رہا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ کوئی تعمیری پروگرام پیش کرتا۔ اس نے مسلمانانِ ہند کے ایک نہایت اہم طبقہ کے خلاف۔ اور ساتھ ہی حکومت کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے:۔

سر محمد اقبال کا خیال ہے۔ کہ ہندوستان میں۔ اور خصوصاً پنجاب میں قوتِ اسلامیہ کو سلسلہ احمدیہ کے وجود اور برٹش گورنمنٹ کی پالیسی کی وجہ سے نقصان پہونچا ہے لیکن تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں۔ کہ اسلامی طاقت کو سب سے پہلا صدمہ جنگ جمل۔ جنگ صفین اور کربلا کے میدان ہائے کارزار میں پہونچا تھا۔ جبکہ اسلام نے اپنے ہی خون میں غسل کیا تھا۔ اُن پُر از آفات ایام سے شروع ہو کر اسلام کے ضعف و اضمحلال کا دور جاری ہی رہا ہے حتےٰ کہ اسلام ہر ملک و ہر دیار میں اپنی طاقت کھو بیٹھا۔ اسلام میں کسی نئی جماعت کا کھڑا ہونا اسلام کی مذہبی قوت کو خطرے میں ڈالنے کا موجب نہیں سمجھا جا سکتا۔ مذہب اسلام اور سیاسیاتِ اسلام کی وسعت ایک ایسا منبع ہے۔ جس میں سے کئی ایک سیاسی۔ اور مذہبی جماعتیں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ سلسلہ احمدیہ پر جیسے سر اقبال نے ازراہ دل آزاری "قادیانیت" کہا ہے۔ بے جا الزام دھرنے کی بجائے شاعر موصوف کو چاہئے تھا۔ کہ اسلام۔ اصولِ جمہوریت۔ اور آزادیٔ ضمیر کو جو اس نے اپنے پیرؤوں کو دے رکھی ہے۔ سمجھانے کی کوشش کرتا۔ اسلام میں سے دفعتاً ایک نئے فرقے کا آغاز صرف بیسویں صدی میں ہی ظہور پذیر نہیں ہوا۔ بلکہ جب شہرستانی نے بارھویں صدی عیسوی میں اپنی مشہور کتاب بنام "الملل والنحل" (مذاہب و فرقہ جات) لکھی۔ اس وقت تک کئی ایک فرقے معرضِ وجود میں آچکے تھے۔ مگر بایں ہمہ اسلام آنے والی صدیوں اور زمانوں میں نشو و نما پاتا ہی رہا:۔

سر محمد اقبال کو شکایت ہے کہ سلسلہ احمدیہ نے اسلام میں یہودیانہ خیالات اور مجوسی نظریوں کا احیاء کیا ہے۔ جگہ کی تنگی مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ میں اس سوال کو تفصیلاً بیان کر دوں۔ تاہم میں علامہ موصوف کی توجہ اسلامی مذہب اور اسلامی تاریخ کے دو اہم پہلوؤں کی طرف مبذول کراؤں گا:۔

اوّل یہ کہ مذہب اسلام جسے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لائے۔ کسی مخصوص طبقے کا۔ یا کسی خاص ملک کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام میں مذہب کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ مسلمان کے لئے صرف قرآن مجید اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانا ہی کافی قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ مسلمان کا قرآن کریم کے واضح احکام کے رُو سے یہ بھی فرض ہے۔ کہ ہر ملک و ہر قرن کے مذہبی راہ نماؤں کی صداقت کا اعتراف کرے۔ اسلام کی اس وسیع تعلیم نے قدرتی طور پر مسلمانوں کو دیگر اقوام اور دیگر مذاہب کے محاسن کو قبول کرنے میں بہت مدد دی ہے:۔

دوسرے اسلام میں "بروز" اور "ظل" کا مسئلہ جس سے کہ مضمون نویس (علامہ اقبال) نے اظہارِ اختلاف کیا ہے۔ اسلامی دَور کی تیسری صدی میں ہی پیدا ہو گیا تھا۔ یہ سلسلہ احمدیہ کا خود ساختہ نہیں۔ حسین بن منصور جو الحلاج کے نام سے مشہور ہے مسلمانوں میں مشہور صوفی اور ولی گزرا ہے۔ اور جسے عباسی خلیفہ المقتدر باللہ نے سولی پر چڑھا دیا تھا۔ اس نے ان مسائل کو رائج کیا تھا۔ اور اس وقت سے لے کر آج تک یہ مسائل اسلامی۔ مذہبی اصطلاحات اور صوفیانہ تعلیم کا حصہ رہے ہیں:۔

جہاں تک یہودی مذہبی خیالات کا تعلق ہے۔ میں شاعر موصوف کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ کہ اسلام میں یہودی مذہب اصلاح یافتہ شکل میں موجود ہے۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت اسحٰق۔ حضرت یعقوب۔ حضرت یوسف۔ حضرت موسےٰ علیہم السلام۔ اور آخر میں حضرت مریم کا جلیل القدر بیٹا حضرت عیسےٰ علیہ السلام غرض ان میں سے ہر ایک اسلام میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں:۔

مسئلہ ختم نبوت علمائے اسلام کے درمیان ایک اختلافی اور بحث طلب مسئلہ رہا ہے۔ مختصراً پورے وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ابن العربی مشہور مسلمان فلاسفر اس مسئلہ کا قائل نہ تھا۔ اور اسلامی مذہب اور اسلامی تاریخ کے مطالعہ کنندگان پوری طرح جانتے ہیں۔ کہ اسلام برہمنانہ تقدیس کا قائل نہیں۔ اسلام میں قوت نشو و نما موجود ہے۔ اس کے اندر پھولنے اور پھلنے کا مادہ موجود ہے یہ کوئی ناقابلِ عمل یا فرسودہ مذہب نہیں ہے قرآن شریف نے ایک مشہور آیت میں اسلام کو اس درخت سے تشبیہ دی ہے۔ جو اپنے پھل ہر زمانے میں دیا کرتا ہے:۔

جہاں تک کہ مسلمانوں کے سیاسی اختلاف و انشقاق کا تعلق ہے۔ اس کا موجب نہ تو سلسلہ احمدیہ ہی ہے۔ اور نہ حکومت برطانیہ جس وقت کہ ہندوستان میں بادشاہ اکبر اسلامی اصول سے باغی ہو رہا تھا۔ جب محمد تغلق اسلام میں مسئلہ ختم نبوت کا قائل نہ تھا۔ (ملاحظہ ہو اخبار الاخیار)

جب دہلی کی سُنی حکومت دکن کی شیعہ سلطنتوں کے استیصال کے درپے تھی۔ جب اودھ کے مغل حکام ملک میں اپنے آقاؤں کے خلاف سازشیں پھیلا رہے تھے۔ اور جبکہ میر جعفر جلیل الشان مغل سلطنت کی جڑوں پر تبر چلا رہا تھا۔ اس وقت نہ تو سلسلۂ احمدیہ موجود تھا۔ اور نہ ہندوستان میں گورنمنٹ برطانیہ حکمران تھی:۔

ہر چہ ہست از شامتِ ناسازیٔ اندامِ ماست
ورنہ تشریفِ تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

(حافظ)

یعنی نقص اگر ہے۔ تو ہمارے جسموں کی ناموزونیت میں ہے۔ ورنہ آپ کا چوغۂ عزت تو کسی آدمی کے لئے کوتاہ نہیں ہے:۔

"احسان" کو اپنی دھوکہ دہی کا اعتراف

الفضل مورخہ ۱۸ اپریل میں ہم نے اپنے نامہ نگار سیالکوٹ کی جو اطلاع "مسٹر صابری پر احراریوں کا دباؤ" کے زیرِ عنوان شائع کی ہے۔ "احسان" کے تازہ پرچہ سے اس کی حرف بحرف تصدیق ہو گئی ہے ہمارے نامہ نگار نے اطلاع دی تھی۔ کہ گزشتہ ایام میں لالہ موسیٰ سے اخبار احسان کے نامہ نگار نے اسے لکھا۔ کہ کسی صابری صاحب نے لالہ موسیٰ میں احمدیوں سے مناظرہ کیا۔ اور تین اشخاص احمدیت سے تائب ہو گئے۔ چونکہ یہ غلط بات تھی۔ اس لئے صابری صاحب نے سیالکوٹ سے اس کی خود ہی تردید کر دی۔ اور الفضل کو لکھا۔ کہ وہ پچھلے چند ماہ سے لالہ موسیٰ میں موجود ہی نہیں تھے۔ لہٰذا یہ خبر کس طرح صحیح ہو سکتی ہے۔ صابری صاحب کی یہ تحریر "الفضل" مورخہ ۵ رمئی میں شائع کر دی گئی تھی۔ اس کے بعد جیسا کہ ہمیں اطلاع موصول ہوئی۔ احراری انہیں تنگ کرنے لگے۔ کہ وہ اپنی الفضل والی تحریر کی تردید اخبار "احسان" میں شائع کرائیں۔ آخر تنگ آکر انہوں نے یہ لکھ دیا۔ کہ "الفضل" اور "احسان" ہر دو اخبارات میں ان کی طرف منسوب کر کے جو تحریرات شائع ہوئی ہیں۔ ان سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ نہ انہوں نے پہلی تحریر "احسان" میں شائع کرائی۔ نہ اس کی تردید "الفضل" میں درج کرنے کے لئے بھیجی۔ الفضل کی تردید کے متعلق ان کا بیان تو کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے۔ کہ احراریوں نے انہیں مجبور کر کے یہ الفاظ لکھائے۔ اور انہیں اس قدر مجبور کیا۔ کہ وہ اپنی تحریر کی آپ تردید کرنے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن "احسان" کے متعلق ان کا یہ لکھنا اور احسان کا خود

واقعاتِ عالم پر نظر

(الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے)

۱- جشن جوبلی پر شرارت ۲- ہندی یونیورسٹی ۳- ابی سینیا کی تیاری جنگ ۴- جاپان اور چین میں کشمکش ۵- ہندوؤں کا سنگھٹن ۶- عورت کی عزت

(۱)

شہنشاہ جارج پنجم نے جشن جوبلی کے موقعہ پر جہاں ہر ملک ہر قوم اور رعایا کے ہر طبقہ سے خراج ہر دلعزیزی وصول کیا۔ وہاں ایسے لوگوں کے وجود کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جو امن کے دشمن ہیں۔ چنانچہ لندن میں ایک جھنڈے پر "مزدور اور پیشہ ور جماعتیں اتحاد کرلیں" اور بالشویک نشانات کا مظاہرہ ہوا۔ فاداؔ لوگوں نے اس چیتھڑے کی دھجیاں اڑادیں مگر اشرار نے شرارت میں کمی نہیں کی۔ یہی حال ہندوستان میں گروہِ احرار کا ہے۔ ان لوگوں نے جمہور مسلمانوں کے مقابلہ میں الٹی راہ اختیار کی۔ جشن چراغاں کی روشنی بجھائی جھنڈے سرنگوں کئے۔ سیاہ لباس پہنے۔ اور ہر طرح مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ وقت ہے۔ کہ مسلمان بیدار ہوں۔ اور اس احراری سرطان کو قومی جسم سے نکال دیں

(۲)

حیدرآباد کی اردو عثمانیہ یونیورسٹی ہندو راج قائم کرنے والوں کی آنکھ میں ہمیشہ سے خار رہی ہے۔ اور جو لوگ ہندی کو ہندوستان کی زبان دیکھنا چاہتے اور اردو کو ہندوستان سے مٹانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مسلسل کوشش جاری رکھی ہے۔ بانیٔ آریہ سماج نے بعض راجپوتانہ کی ریاستوں میں ہندی کا رواج کرایا۔ گوالیار۔ الور سے اردو کو نکالا گیا۔ ہر ہندو ریاست نے شدھی سنگھٹن اور ہندی کے پرچار کو ترقی دی۔ یہاں تک کہ حیدرآباد میں آریہ سماج مندر بھی اردو میں جو سرکاری زبان ہے۔ آریہ سماج کا بورڈ تک نہیں۔ اور اکثر مہاسبھائی مکانات و دکانات پر ہندی یا انگریزی لکھی ہے۔ اردو کا مقاطعہ ہے۔

اب یہ تمام کوششیں گاندھی جی کی برکت حاصل کر رہی ہیں۔ اندور میں ہندی یونیورسٹی قائم کی گئی ہے۔ اور ہندوستان کے نام پر بولنے کا دعوے کرنے والے گاندھی جی فرماتے ہیں۔ کہ ہندی کل ہندوستان کی زبان ہو کر رہے گی۔ ہندی رسالجات موجودہ زمانہ کی تمام ترقیات سے فائدہ اٹھا کر شائع ہو رہے ہیں۔ اردو کے اثرات کو مٹانے کی کوششیں جاری ہیں۔ گو اب تک جنوبی ہندوستان میں بھی اردو کچھ نہ کچھ رائج ہے مگر جن لوگوں نے شاہجہان آباد کو رائے سینا بنا لیا۔ اور کئی "رسول پور" "مدرام نگر" ہو چکے ہیں۔ ان کے لئے اسلامیت کے نشانات کو مٹانے کی کوشش کرنا مشکل نہیں۔ اردو کے بہی خواہ اس خطرہ کی طرف زیادہ توجہ کریں:۔

(۳)

اٹلی و ابی سینیا کی کشیدگی ابھی تک جاری ہے۔ اٹلی اپنی افواج تیار کر رہا ہے۔ ۵ ڈویژن معہ ہوائی جہازوں اور دیگر سامانِ حرب کے مشرقی افریقہ روانہ کئے جا رہے ہیں۔ اٹالین اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ ابی سینیا بھی تیاریوں میں مصروف ہے اور ۰۰ ۸ ہزار میل لمبے محاذ جنگ پر حبشی سپاہ۔ غلام اور عورتیں لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ جرمنی ان کو سامانِ حرب بہم پہونچا رہا ہے مشین گنز ہوائی جہاز خریدے گئے ہیں۔ اسلحہ کی قیمت ابی سینیا اپنی خاص پیداوار سے ادا کرے گا۔ سرحد پر لٹیرے لوٹ مار کر رہے ہیں خلاصہ یہ کہ اٹلی کا پیمانۂ صبر بقول اطالوی اخبارات لبریز ہو چکا ہے۔ اور کناروں پر سے پانی اچھل کر اور الٹی میٹم بن کر خشکی پر آیا ہی چاہتا ہے۔ بین السطور پڑھنے والے بھانپ سکتے ہیں۔ کہ یہ انتظار صرف اس لئے ہے۔ کہ اٹلی اگر افریقہ میں مصروف پیکار رہا۔ تو جرمنی آسٹریلیا پر قبضہ جما لیگا اور یورپین جنگ کا موہوم خطرہ حقیقت میں مبدل ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی اطالوی ماہرین حرب کو معلوم ہے۔ اور راقم سے ابی سینیا کے ایک شہری نے بیان کیا ہے کہ اٹلی نے ۱۸۹۶ء میں ۲۵ ہزار فوج کے ساتھ حملہ کر کے میدان آڈووا میں جو مزا چکھا تھا۔ وہی اب پھر نجاشی کی افواج کے ہاتھوں اسے چکھنا پڑے گا۔ ہم جنگ کے لئے تیار ہیں۔ اور گانے والے اطالین کو بتا دینگے۔ کہ ہم پر ہاتھ اٹھانا مہنگا پڑے گا" ہمیں یقین ہے۔ کہ دنیا کے اس حصہ میں ۲۵ سال سے چلتا ہوا سرحدی جھگڑا ضرور کشت و خون برپا کرے گا۔ اور اٹلی آڈووا کی شکست کا بدلہ لینے اور جوع الارض کو تسکین دینے کے لئے ضرور کوئی بہانہ تلاش کرے گا۔

(۴)

یورپ کا شاگرد جاپان بھی انسانی فلاح و بہبودی کے لئے مجاہدین کی قیادت کرنے کی فکر میں ہے۔ اور چین کے بہی خواہ سوچ رہے ہیں کہ جاپان و چین میں مصالحت کرا دیجائے اور اس طرح مشرقی طاقتوں کا زبردست اتحاد کر کے یورپ اور روس کو دور رکھا جائے۔ اسی غرض سے جاپانی مدبرین نے لیگ آف نیشنز سے قطع تعلق کرنے کے بعد ترکی۔ ایران افغانستان۔ عراق سے تجارتی تعلقات پیدا کئے ہیں۔ لیکن "قیامِ امن" کی اس کوشش میں امریکہ بھی حصہ لینے کی تیاری کر رہا ہے۔ اس نے مغربی ساحل پر ہوائی جہازوں کے مراکز قائم کئے ہیں۔ جنکے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ جہاز بحرالکاہل کو عبور کر کے جاپان تک پہونچنے کی اہلیت پیدا کرینگے۔ اور اس طرح بحرالکاہل کے پانیوں کو آگ لگانے کا فعل آسان ہو جائیگا۔

(۵)

ہندو مہاسبھا کے بدھ صدر نے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا اور ہندوؤں کو انگریزوں اور مسلمانوں کے خلاف متحد ہونے کی تاکید کی۔ دوران تقریر میں پردہ کو اڑا دینے کا بھی وعظ کیا۔ اور ایسی باتیں کیں جن سے سناتن دھرمی سٹ پٹائے۔ اور شری شنکر آچاریہ کے جہاد کی وجوہات یاد کر کے برہم ہو رہے ہیں۔ بھائی پرمانند جی نے بھکشو اتما کے خلاف کیا۔ اور ہندو دیویوں کو پردہ کرنے کی تاکید کی۔ مگر وید کے نہ ماننے والے بدھ ناستکوں کو جو بھارت ماتا سے بدر کئے جا چکے ہیں احکام وید کے خلاف دوبارہ ہندو قرار دیا گیا تا ہندو سنگھٹن مضبوط ہو۔ سناتن دھرمی ناراض ہیں۔ جلسوں میں بدمزگی ہوئی ہے۔ مگر کیا مجال کہ ہندو قوم کی متحدہ متفقہ اغراض بالخصوص مسلمانوں کے مقابل متحدہ محاذ میں فرق آئے:۔

(۶)

گاندھی جی کی آمد پر اور دیوالی کے جشن پر لاہور میں عورتوں سے نوجوانوں نے جو بدسلوکی کی۔ اس کی انتہا اب سلور جوبلی کے مینا بازار پر دہلی میں ہو گئی ہے۔ ویر بھارت اس خبر کا ذمہ وار ہے۔ کہ ۱۴ جوان لڑکیاں غائب ہیں یعنی جو بیبیاں میلہ دیکھنے آئیں ان میں سے ۱۴ کو غنڈے اٹھا کر لے گئے۔ ہندو پریس لاہور کے واقعات اور کانگریس والنٹیرز کی حرکات کو بھول گیا ہے۔ اور بھائی پرمانند صاحب ہندو بازوؤں میں زور ہونے تک اسلامی پردہ کا وعظ کرتے ہیں مگر دیانت و امانت کے دشمن یہ نہیں کہتے۔ کہ جب تک نوجوانوں میں شرافت نہ آ جائے اور ہندوستانی طالبان سوراج ہر مقام پر اپنی ماؤں بہنوں اور بچیوں کی ہر عورت کی عزت کرنا نہ سیکھ لیں۔ وہ مہذب اقوام میں جگہ پانے کے قابل نہیں غنڈہ و بدمعاش نہ مسلمان ہے نہ ہندو وہ ہر سوسائٹی کا بدنام کنندہ ہے۔ اس کا انسداد کیا جائے۔ اور جھوٹ بول کر قوموں میں منافرت پیدا کرنے والوں کا انسداد کیا جائے۔ تب عورت کی عزت۔ بھارت ماتا کی عزت۔ ہندوستان کی عظمت قائم ہوگی ہم ہندوستان کے بہی خواہوں کو دعوت دیتے ہیں۔ وہ قادیان آئیں۔ اور احمدی کثرت کا اثر دیکھیں کہ نہ کبھی فرقہ وارانہ فساد ہوا۔ نہ کسی غیر مسلم عورت کی عزت پر حملہ ہوا۔ نہ غیر مسلم جائداد کا نقصان ہوا اور باوجود احراریوں کی شرارت اور بعض حکام کی مذموم روش کے احمدی جماعت نے ہندوستان کی دوسری اقوام کے لئے رواداری کا ایک نمونہ قائم کر رکھا ہے:۔

نیشنل لیگ نوشہرہ کی قراردادیں

نیشنل لیگ نوشہرہ کا ایک اجلاس مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء کو منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں پاس ہوئیں۔

(۱) نیشنل لیگ نوشہرہ کا یہ اجلاس حکومتِ پنجاب سے پر زور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ سردار خوشحال سنگھ ہیڈ کنسٹیبل پولیس قادیان کو تبدیل کردے۔ کیونکہ قادیان میں اس کا تقرر احمدیوں کے لئے مشکلات کا موجب ہو رہا ہے۔ اور وہاں کے احراری فتنہ پرداز دل کے لئے بوجہ اس کی دیدہ دانستہ چشم پوشی کے ان کو احمدیوں کے خلاف قانون شکنی کرنے کی ترغیب دلا رہا ہے۔

(۲) نیشنل لیگ کا یہ اجلاس گورنمنٹ پنجاب پر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہے۔ کہ اگر ضلع گورداسپور کا انتظام موجودہ ڈپٹی کمشنر ضلع کے ہاتھ میں رہا۔ تو ضلع کے نظم و نسق میں پریشان کن نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے یہ اجلاس حکومت سے درخواست کرتا ہے۔ کہ اسے فوراً وہاں سے تبدیل کیا جائے۔ سابقہ رویہ صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ وہ جذبات انتقام کے اثر کے ماتحت جماعت احمدیہ کو تکالیف پہنچانے اور مشکلات میں ڈالنے کی غرض سے قانون کے بے جا استعمال سے نہیں رکے گا۔

(۳) قرار پایا۔ کہ مندرجہ بالا قراردادوں کی نقول ہز ایکسی لنسی گورنر بہادر پنجاب۔ صاحب کمشنر بہادر لاہور۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور اور پریس کو بھجوائی جائیں۔

آنریری سکرٹری نیشنل لیگ نوشہرہ

انجمن احمدیہ پشاور کی قراردادیں

انجمن احمدیہ پشاور کا ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ ۳ مئی ۱۹۳۵ء بروز جمعہ احمدیہ مسجد پشاور میں منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قراردادیں باتفاق رائے منظور ہوئیں۔

(۱) انجمن احمدیہ پشاور کا یہ اجلاس اخبار پیغام صلح مجریہ ۲ اپریل ۱۹۳۵ء کی اس بے بنیاد تحریر کو جو اس نے دیدہ دانستہ قاضی محمد یوسف صاحب آف پشاور کو بدنام کرنے کی غرض سے شائع کی ہے۔ اور جس کی وجہ سے قاضی صاحب موصوف کی زندگی خطرہ میں ہے۔ نہایت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ یہ اجلاس سمجھتا ہے۔ کہ اخبار مذکور نے قاضی صاحب موصوف پر رسول اکرم کی توہین کا ناپاک الزام لگا کر بالواسطہ قاضی صاحب کو قتل کرنے کی تلقین کی ہے۔ اور اخبار مذکور نے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان جذبات نفرت و دشمنی کو ابھارا ہے۔

(۲) یہ اجلاس گورنمنٹ پنجاب نیز گورنمنٹ صوبہ سرحد سے نہایت مؤدبانہ استدعا کرتا ہے کہ وہ اخبار مذکور اور اشخاص متعلقہ کے خلاف مروجہ قانونِ ملک کے ماتحت ایکشن لیں۔

(۳) قرار پایا کہ ان قراردادوں کی نقول ہز ایکسی لنسی گورنر بہادر پنجاب۔ ہز ایکسی لنسی گورنر بہادر صوبہ سرحد۔ ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع پشاور۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس پشاور۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ اسسٹنٹ صاحب۔ آئی جی پولیس۔ سی آئی۔ ڈی۔ اخبار "الفضل" قادیان۔ اخبار "ظفر" لاہور۔ اخبار "سن رائز" لاہور اور اخبار "فاروق" قادیان کو بھجوائی جائیں۔

خاکسار:۔ ملک عطاء اللہ خان بی۔ اے۔ سکرٹری
انجمن احمدیہ پشاور

انجمن احمدیہ باڑی پورہ کشمیر کی قراردادیں

اخبار اسلام سوکالی پورہ کے خلاف آواز

مورخہ ۱۰ مئی جامع مسجد احمدیہ باڑی پورہ میں بعد نماز ظہر زیر صدارت جناب راجہ ولی محمد خانصاحب احمدی جاگیردار و پریذیڈنٹ ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے۔ راجہ غلام محمد خان صاحب احمدی جاگیردار وائس پریذیڈنٹ (۲) راجہ فضل الرحمن خان صاحب احمدی جاگیردار۔ (۳) راجہ محمد ابراہیم خان صاحب جاگیردار (۴) راجہ عطاء اللہ خان صاحب جاگیردار (۵) راجہ محمد یعقوب خان صاحب جاگیردار (۶) راجہ محمد اکرم خانصاحب جاگیردار (۷) ایم راجہ بشیر اللہ خان صاحب (۸) راجہ محمد نصر اللہ خان صاحب (۹) پیر غلام محمد صاحب (۱۰) میر غلام محمد صاحب کاٹھ پورہ تاجر (۱۱) میاں عبدالعزیز صاحب (۱۲) میاں ہدایت اللہ خان صاحب (۱۳) غلام محمد صاحب لون۔ جماعت ہائے چک ایمرچ۔ نونہ بٹی۔ کاٹھ پورہ۔ بولسو بوگام۔ برازلو۔ وغیرہ حسب ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

(۱) یہ اجلاس حکومت کشمیر کو اخبار اسلام سوکالی پورہ کے مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء صفحہ ۳ کالم ۳ و ۹ کے اس مضمون کی طرف جو کہ بعنوان باڑی پورہ میں یحیٰی بابا مرزائی کی سرگرمیاں محض مذہبی عداوت کی بناء پر احراری اثرات کے ماتحت شائع کیا گیا ہے۔ خصوصیت سے توجہ دلاتا ہے جس میں حضرت مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب کے خلاف سخت توہین آمیز الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور پبلک کو اشتعال دلاتے ہوئے جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات پیدا کئے گئے ہیں۔

(۲) اخبار اسلام آئے دن نہایت دل آزار اشتعال انگیز اور منافرت پیدا کرنے والے مضامین شائع کر کے فضاء مکدر کر رہا ہے۔ اور ہر رنگ میں حضور مہاراجہ بہادر کی رعایا میں فتنہ اور فساد پھیلا رہا ہے۔ اس کا انسداد کیا جائے۔

(۳) فیصلہ ہوا۔ کہ اس کارروائی کی ایک نقل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز و عالی جناب گورنر صاحب بہادر کشمیر و عالی جناب صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمت میں اور روزانہ اخبار الفضل قادیان و اخبار اصلاح سری نگر و اخبار حقیقت و اخبار البرق کو روانہ کی جائے۔ خاکسار سکرٹری انجمن احمدیہ باڑی پورہ کشمیر

اخبار "پاسبان" جموں کی غلط فہمی

میری ایک اطلاع الفضل کی اشاعت ۲ مئی ۱۹۳۵ء میں میونسپل کمیٹی کے الیکشن کے سلسلہ میں زیر عنوان "جموں میں احراریوں کی ناکامی" شائع ہو چکی ہے۔ جس میں ساغر پارٹی کی ناکامی کا تذکرہ کرتے ہوئے میں نے لکھا تھا۔ کہ

"ساغر پارٹی نے لوگوں میں پروپیگنڈا کیا ہوا تھا۔ کہ چودھری صاحب کی کامیابی مسلم کانفرنس اور احمدیت کی کامیابی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں احرار ہند کی ناکامی اور کفر و اسلام کا مقابلہ ہے۔ شکر ہے کہ بقول ساغر صاحب احمدیت کو نمایاں فتح نصیب ہوئی"۔

ان الفاظ کو پاسبان نے اپنی اشاعت ۲۴ بساکھ ۱۹۹۲ء میں الفضل قادیان کی غلط بیانی قرار دیا معلوم ہوتا ہے کہ مدیر "پاسبان" نے خط کشیدہ الفاظ غور سے نہیں پڑھے۔ ورنہ وہ الفضل کے خلاف ایسے ریمارکس پاس کرنے کی جرأت نہ کرتا۔

"پاسبان" کے مدیر کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان الفاظ میں ہمارے خیالات کا اظہار نہ تھا بلکہ جو کچھ ساغر پارٹی نے کہا۔ اُسے پیش کیا گیا تھا۔

(نامہ نگار)

جناب سید معراج الدین صاحب مرحوم کے حالات زندگی

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہِ ناز ہے کس کی!
ہزاروں اُٹھ گئے پھر بھی وہی رونق ہے مجلس کی!

حدیث شریف میں آتا ہے۔ اذکروا موتاکم بالخیر۔ یعنی اپنے مرنے والوں کو نیکی کے ساتھ یاد کرو۔ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کے ماتحت میں سید معراج الدین صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ نیروبی کے مختصر حالات زندگی سپرد قلم کرتا ہوں۔

سید صاحب مرحوم نے ۱۵ اپریل ۱۹۳۵ء بروز دوشنبہ دس بجے رات کے وفات پائی۔ آپ کی عمر کم و بیش ساٹھ برس کی تھی آپ سید شمس الدین صاحب ریٹائرڈ جج و رئیس لاہور کے فرزند تھے۔ ۱۸۹۶ء میں آپ افریقہ میں آ گئے۔ پہلے ریلوے میں ملازم رہے پھر ملیٹری میں داخل ہوئے اور معمولی کلرک سے ترقی کرتے کرتے آپ کوارٹر ماسٹر کے منصب جلیلہ تک پہنچے۔ غالباً ۱۹۱۸ء میں آپ پنشن پر ریٹائر ہوئے۔ اپنا کاروبار شروع کیا۔ اور بے حد مقروض ہو گئے۔ ساری کی ساری جائداد بینک کے پاس رہن ہو گئی۔ فرماتے ایک رات مجھے خیال آیا۔ کہ شریعت کی رو سے سود لینا اور دینا قطعی حرام ہے۔ میں جو بینک کا سود ادا کر رہا ہوں۔ آخر اس کا حشر کیا ہوگا۔ میں اگلے روز اپنے ایک انگریز دوست سے جا کر ملا۔ اور ساری حقیقت بیان کر کے کہا۔ کہ آج کی تاریخ سے میں ایک حبہ بھی سود کے طور پر ادا نہیں کروں گا ساری جائداد سے ہاتھ دھونا منظور لیکن سود دینا بند۔ اس انگریز کی سعی مشکور ہوئی اور بنک والوں نے چالیس ہزار شلنگ کی رقم پر سود قطعی معاف کر دیا۔ اور آئندہ ادائیگی رقم تک سود بند کر دیا۔ یہ خدا تعالیٰ پر توکل اور پبلک میں رسوخ کی ایک مثال ہے۔ اب آپ نیروبی میونسپلٹی میں ریونیو کلکٹر کے ذمہ دارانہ عہدہ پر کام کر رہے تھے۔ اور اس ڈیپارٹمنٹ کے انچارج تھے۔

غالباً ۱۹۳۵ء میں آپ نے احمدیت قبول کی۔ فرماتے ان دنوں ایک مناظرہ ہوا۔ میں غیر احمدیوں کی طرف سے پریذیڈنٹ تھا۔ دوران مناظرہ میں احمدی مناظر کی باتیں مجھے اپیل کرتی تھیں۔ اور دراصل یہی مناظرہ میری بیعت کا موجب ہوا ۱۹۱۱ء میں آپ معہ اپنی اہلیہ اور اپنے بھانجے مرزا عبدالغنی صاحب احمدی بیت اللہ تشریف لے گئے۔ اور حج سے مشرف ہوئے۔ آپ مقامی جماعت کے ہمیشہ پریذیڈنٹ رہے اور سلسلہ کے امور میں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ حصہ لیتے رہے۔ جماعت کے مفاد کیلئے بڑی غیرت رکھتے تھے اور سلسلہ کے وقار کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے طیار ہی نہیں رہتے تھے۔ بلکہ بیسیوں دفعہ باوجود خود مالی مشکلات میں گھرے ہوئے ہونے کے شاندار قربانی و ایثار کے زندہ نمونے قائم کئے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہر تحریک پر بڑے خلوص اور اطمینان قلب کے ساتھ لبیک کہتے۔ مالی قربانیوں میں مقامی جماعت کے ہر ممبر سے بڑھ کر حصہ لیتے۔ آپ کا ہمیشہ سے اصول یہ تھا کہ ماہوار چندوں کے علاوہ ہر تحریک پر خواہ وہ مقامی ہو۔ یا مرکز کی طرف سے۔ اپنی نمایاں حیثیت رکھتے۔

آپ کو رحم و کرم۔ لطف و رافت وسعت اخلاق خدمت خلق اور رفاہ عام کا خاص ملکہ قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا تھا۔ بڑے غیور اور خوددار تھے۔ بسا اوقات خودداری میں تکبر کی جھلک نظر آتی۔ لیکن اکثر فرماتے مومن بے غیرت نہیں ہوتا۔ مسلم و غیر مسلم اصحاب سے آپ کے تعلقات نمایاں تھے یتیموں اور بیواؤں کو مالی امداد پہنچانے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہتے۔ صدقہ و خیرات کے مقامی مصرف کے علاوہ ہندوستان میں بعض مسلم و غیر مسلم بیوہ عورتوں کو ماہوار بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کرتے۔ ان کے بعض غیر مسلم دوست جو عرصہ سے وفات پا چکے ہیں۔ ان کے بچوں کی پرورش کا خیال رکھتے۔ غرض مسابقت الی الخیر کے لئے ان کے پہلو میں ایک خاص جذبہ تھا۔

حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار تھے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کے لئے خاص اہتمام کرتے۔ غیر مسلم معززین کو لیکچروں کے لئے مدعو کرتے۔ اور ان کے لئے اسلامی لٹریچر مہیا کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں نعت سننے کا بہت شوق تھا۔ غیر مسلم اصحاب جب حضور پر نور کی شان میں اپنی عقیدت کا اظہار کرتے۔ تو سید مرحوم فرط محبت کے جذبات سے اس قدر متاثر ہوتے۔ کہ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے اللھم صلّ علی محمد و آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

سید مرحوم فری میسن سوسائٹی کے ممبر ہی نہیں تھے۔ بلکہ وہ اورینٹ لاج اور اورینٹ چیپٹر کے سال ہا سال تک سکرٹری بھی رہے۔ اور کئی دفعہ میسانک لاج کے ماسٹر منتخب ہوئے۔ فری میسنوں کی سوسائٹی میں ماسٹر کا عہدہ غالباً انتہائی عہدہ تصور ہوتا ہے۔ جب آپ کو قطعی اور یقینی علم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سوسائٹی کی ممبری کو جائز قرار نہیں دیا۔ تو آپ نے لاج سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور کئی سالوں سے آپ کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ نماز کے بڑے پابند تھے۔ اور فرماتے۔ جب میں فری میسنوں کے جلسہ میں جایا کرتا۔ اور مغرب کی نماز کا وقت آتا۔ تو تھوڑی دیر کے لئے اجلاس ملتوی ہو جاتا اور اس طرح مجھے نماز کے لئے فارغ کر دیا جاتا۔ مرحوم مرض الموت کے آخری وقت تک نماز پڑھتے رہے۔

آپ وقت کی بڑی قدر کرتے اور وقت کے ایسے پابند تھے۔ کہ گویا ان کی ضمیر ہی گھڑی کا کام دیتی۔ کوئی جلسہ ہو یا کوئی تقریب۔ اس کے لئے جو وقت مقرر کیا جاتا۔ ٹھیک اسی وقت کارروائی شروع کر دیتے۔ ہر روز اگلے روز کے لئے ٹائم ٹیبل بناتے۔ مقررہ وقت پر ان کی موٹر گھر سے نکلتی اور ہر تجویز کردہ مقام پر وقت پر پہنچتیں۔ آپ بڑے حساب دان تھے۔ [illegible] میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ دینی علوم میں بھی خاص دسترس تھی۔ محترم سید محمود اللہ شاہ صاحب بی اے۔ بی ٹی جب رخصت پر ہندوستان روانہ ہوئے۔ تو مرحوم نے فرمایا۔ اب قرآن شریف کا درس کون دیا کرے گا۔ راقم الحروف نے کہا۔ اب درس آپ کو دینا ہوگا۔ کہا میں تو اس منصب کا اہل نہیں۔ میں نے کہا آپ اہل ہوں یا نہ ہوں۔ یہ کام اب آپ کے سپرد ہے۔ غرض آپ نے درس دینا شروع کر دیا۔ اور مولوی مبارک احمد صاحب مولوی فاضل کی آمد تک برابر درس دیتے رہے۔ آپ عربی اور فارسی میں بآسانی گفتگو کر لیا کرتے تھے۔ غرض ؎

بڑی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

سید مرحوم کی بیماری میں نامور ڈاکٹروں کا علاج۔ تیمارداروں کی انتہائی خدمت صدقہ و خیرات کی بھرمار۔ مقامی احمدیوں کی مسلسل دعاؤں کی پکار۔ غرض جو کچھ کیا جا سکتا تھا کیا گیا۔ لیکن موت کا ذائقہ ان کے لئے آخری پیل ہے۔ مرحوم ۱۶ اپریل ۱۹۳۵ء ٹھیک ساڑھے چار بجے سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبرستان میں نیروبی میونسپلٹی کے ذمہ دار انگریز آفیسرز اور میسانک لاج کے متعدد اصحاب موجود تھے۔ موخرالذکر اصحاب نے سید مرحوم کی قبر پر پھولوں کے ہار چڑھائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور اپنی رضا کے مقام پر فردوس بریں میں جگہ مرحمت فرمائے۔ مرحوم موصی تھے۔

ہمیں اس الم انگیز اور زہرہ گداز حادثہ پر مرحوم کی اہلیہ صاحبہ۔ آپ کے بھانجے مرزا عبدالغنی صاحب احمدی۔ و دیگر رشتہ داروں سے دلی ہمدردی ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ افسوس مرحوم کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔

خاکسار شیخ غلام [illegible] سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ نیروبی

محمود جان تہکالی کی ترک احمدیت کی حقیقت

اخبار زمیندار ۱۰ مئی میں ہماری نظر سے کسی شخص ملا لطف اللہ دیوبندی از پشاور کی رپورٹ گذری۔ جس میں لکھا ہے کہ ملا عبداللہ جان معہ چند اور اشخاص محمود جان ولد محمد خان کے مکان پر غریب آباد متصل تہکال بالا گیا۔ اور اس کو پند ونصائح کئے جو ایسے مؤثر ثابت ہوئے کہ محمود جان فوراً کلمہ توحید پڑھ کر از سر نو مسلمان ہوگیا۔ اگر یہ محمود جان واقعی صدق دل سے احمدیت کے دلائل کو سوچ کر سمجھ کر داخل احمدیت ہوا ہوتا تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ملا عبداللہ جان اور اس کے ساتھیوں نے محمود جان کو جس نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو جمیع انبیا کی طرح وفات یافتہ ازروئے قرآن کریم واحادیث صحیحہ و دلائل نقلیہ وعقلیہ سے یقین کیا تھا۔ کس طرح چند منٹوں میں مان لیا۔ کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر معہ جسد عنصری آسمان چہارم پر بیٹھ گئے۔ اور دو ہزار سال سے بغیر کھانے پینے کے الآن کما کان آسمان پر تشریف فرما ہیں۔

نیز اگر احمدیت میں وہ ازروئے قرآن وحدیث مان چکا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ جیسا کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل سمیع وبصیر وکلیم تھا۔ اور اپنے پاک بندوں سے ہمکلام ہوتا تھا۔ اسی طرح اب بھی اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا رہے گا۔ تو پھر اس نے کس طرح تسلیم کرلیا۔ کہ امت محمدیہ پر مخاطبہ ومکالمہ الٰہیہ کا دروازہ بند ومسدود ہوچکا ہے۔ یہ امت صرف دجال ہی پیدا کرسکتی ہے۔ اور اپنی روحانی اصلاح کے واسطے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی محتاج ہے جیسا کہ سیاسیات میں ایک مشرک گاندھی جی کی دست نگر ہے۔ یہ ہے وہ تبدیلی جو ملا عبداللہ جان نے چند منٹوں کے اندر محمود جان میں کردی۔ کاش ہم بھی عبداللہ جان کی اس معجزانہ قوت روحانی کے تجربہ کا موقع پاسکیں۔ اور اگر وہ ہمیں موقع دے۔ تو ہم تاریخ ومقام کے تقرر کا ان سے فیصلہ کریں۔ لیکن اگر ملا عبداللہ جان کے دلائل اور اعتراضات وہی فرسودہ ہوں۔ جو عام ملا حضرت احمد علیہ السلام قادیانی پر روزمرہ کرتے رہتے ہیں۔ اور ہم سینکڑوں بار تحریر وتقریر میں ان کی بیہودگی ظاہر کرچکے ہیں۔ تو اس ارتداد کی حقیقت کچھ اور ہے۔ نہ کہ ملا عبداللہ جان کی فسوں گری۔

اگر یہ محمود جان وہی نوجوان ہے۔ جس سے ہم بھی کبھی واقف تھے۔ تو اس کا مختصر قصہ یہ ہے۔ کہ سوائے احمدیوں سے سلام وعلیک یا ظاہری میل جول کے اس کا عملاً سلسلہ احمدیہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کیونکہ نہ اس نے کبھی جماعت کے چندوں میں حصہ لیا۔ اور نہ باقاعدہ کبھی جماعت کا ممبر بنا۔ اور نہ جماعت کے جلاسوں میں کبھی باقاعدہ شامل ہوا۔ اور اب تو مدت سے اس کا میل جول بھی بند ہے۔ پھر وہ احمدیت سے کس طرح تائب سمجھا گیا۔

خدا جانے ملا عبداللہ جان اور مولوی لطف اللہ نے کیوں سراپا جھوٹے واقعات لکھ کر محمود جان کو اپنی جادو بیانی کا تازہ شکار قرار دیا۔ اگر درحقیقت محمود جان احمدی تھا۔ تو لطف اللہ نے کیوں لکھا۔ کہ محمود جان پر مرزائی ہونے کا شبہ کیا جاتا تھا۔ اور عام مسلمان اس کے متعلق بدظنی میں مبتلا تھے۔ کہ اس نے مرزائی دھرم اختیار کیا ہے۔ اور پھر محمود جان کی طرف سے لکھا ہے۔ کہ بے شک وہ اس غلط عقیدہ کی طرف کچھ عرصہ مائل تھا۔ کیا یہ امور اس کے احمدی ہونے کا اظہار کررہے ہیں قطعاً نہیں پھر اس کی فسخ بیعت کا اعلان کیسا۔

خاکسار۔ سید شاہ محمد

راولپنڈی میں غیر مبایعین سے مناظرہ

پولیس کی بے جا مزاحمت

۱۴ تا ۱۵ مئی ۳۵ء۔ راولپنڈی میں غیر مبایعین کے ساتھ مناظرہ کی تاریخیں مقرر تھیں۔ اس موقع پر مرکز سے جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب تاریخ مناظرہ سے ایک روز پیشتر یہاں پہنچ گئے۔ شہر میں مناظرہ کے متعلق لوگوں میں بہت دلچسپی پائی جاتی تھی۔ راولپنڈی سے ملحقہ چند دیہاتی جماعتوں کے احمدی احباب بکثرت جمع ہوگئے تھے۔ چنانچہ ان کے قیام وطعام کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا۔ شرائط مناظرہ کی رو سے ہر دو فریق کی طرف سے انتظام کے لئے حصول اجازت کی درخواست پولیس میں کی گئی تھی لیکن افسوس کہ تاریخ مناظرہ سے ایک روز پہلے ہی پولیس نے اپنے ایک تحریری حکم کے ذریعہ مناظرہ بند کرادیا۔ مگر غیر مبایعین کی طرف سے باوجود پولیس کی ممانعت کے اس حکم کی خلاف ورزی کی گئی چنانچہ تاریخ مناظرہ کے روز ان کے آدمی جائے مناظرہ پر جمع ہو گئے لیکن پولیس کے آدمیوں نے جلد ہی انکو منتشر کردیا۔ بعض غیر احمدیوں نے بتایا ہے کہ غیر مبایعین نے خود پولیس سے مل کر مناظرہ کو بند کرایا۔ اور نیز کہا۔ کہ عجیب قماش کے یہ لوگ ہیں۔ کہ ایک طرف تو جماعت احمدیہ راولپنڈی کو چیلنج دے کر مناظرہ کی طرح ڈالتے ہیں۔ اور ادھر پولیس سے مل ملا کر مناظرہ بند کرواتے ہیں۔ پھر باوجود پولیس کے امتناع کے مناظرہ گاہ میں ان لوگوں کا جمع ہونا اس بات کی بین دلیل ہے۔ کہ وہ لوگوں پر یہ واضح کرنا چاہتے تھے۔ کہ ان کا فرار ظاہر نہ ہو۔ لیکن اسی وقت عقلمند پبلک پر یہ ظاہر ہوگیا کہ پیغامی واقعی جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں اپنی ناکامی کے خوف کی وجہ سے یہ سب چالیں چل رہے ہیں۔ ہمارے علماء کرام ۱۸ تاریخ تک یہاں قیام پذیر رہے۔ اور مذہبی گفتگو سے مستفیض فرماتے رہے۔ (نامہ نگار)

جماعت احمدیہ لدھیانہ پر احراریوں کے شدید مظالم

۵ مئی ۳۵ء۔ زیر صدارت مولوی برکت علی صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لدھیانہ کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل تجاویز پاس کی گئیں

۱۔ جماعت احمدیہ لدھیانہ احراری ایجی ٹیشن کی وجہ سے جن شدید تکالیف کا شکار ہو رہی ہے۔ اس کی ایک مثال اخبار "احسان" ۱۶ مئی ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی ہے جس میں احراری کارکن تسلیم کرتے ہیں کہ یہ دور تشدد احرار کانفرنس منعقدہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ اپریل ۱۹۳۵ء کا نتیجہ ہے۔ جماعت احمدیہ لدھیانہ حکام کو خاص طور پر متوجہ کرتی ہے کہ فوراً احرار کی شرارتوں کا تدارک کریں۔ ورنہ حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں

۲۔ احمدی جماعت کے افراد سخت خطرہ محسوس کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ جب وہ قادیان میں محض چند احراریوں کی حفاظت کے سوال پر کافی پولیس رکھ سکتی ہے۔ اور دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کرسکتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ جب لدھیانہ احرار کانفرنس کے سلسلہ میں علی الاعلان جماعت احمدیہ لدھیانہ پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا احمدی مستورات کی توہین کی جاچکی اور بائیکاٹ کے ذریعہ احمدیوں کی زندگی دشوار کردی گئی ہے تو ایسے پرخطر حالات میں انتظامات نہیں کئے جاتے۔ جماعت احمدیہ حکومت سے درخواست کرتی ہے کہ احمدیوں کی حفاظت کیلئے کافی بندوبست کرے۔ اور احرار ایجی ٹیشن

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لندن ۱۶ مئی۔ دارالعوام میں بدھ کی رات کو انڈیا بل کے کمیٹی سٹیج کو مکمل کرکے ایک ریکارڈ قائم کردیا گیا یہ اتنا بڑا بل کہ جس میں پہلے ساڑھے چار صد کلاز اور پندرہ شیڈول تھے۔ صرف تیس دنوں میں پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا۔ اور اس عرصہ میں اس کے حجم میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ رپورٹ کا بیان ہے۔ کہ اس بل پر تیس دنوں میں کل دو ہزار تقریریں کی گئیں جن میں ۱۵۰۰،۰۰۰ الفاظ بولے گئے۔ روزانہ تقریروں کی اوسط ستر ہے۔ مسٹر اے آر بٹلر نائب وزیر ہند نے دو صد تقریریں کیں سر سیموئل ہور نے اپنی بیماری سے پہلے ۱۶۶ تقریریں کی تھیں۔ چھ دن رپورٹ سٹیج اور تیسری خواندگی کے لئے مخصوص ہیں۔ اس کے بعد یہ بل ہاؤس آف لارڈز میں جائے گا۔

لندن ۱۶ مئی اب کہ انڈیا بل کمیٹی سٹیج سے گذر چکا ہے۔ موسم خزاں میں وزارت میں تبدیلی کی افواہیں بڑے زور سے پھیل رہی ہیں۔ اور اس تبدیلی کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ وزیر اعظم خرابیٔ صحت اور نظر کے کمزور ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مشقت کے قابل نہیں رہے۔ غالب گمان یہ ہے۔ کہ مسٹر بالڈون اور مسٹر رامزے میکڈانلڈ باہم تبادلہ کرلینگے۔

لندن ۱۶ مئی۔ سر سیموئل ہور وزیر ہند صحت یاب ہونے کے بعد لندن واپس آگئے ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ آئندہ ہفتہ سے اپنے فرائض کا چارج لے لینگے۔ ڈاکٹروں کی طرف سے انہیں ہدایت کی گئی ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ زیادہ مصروفیت سے اجتناب کریں۔

لندن ۱۶ مئی۔ کرنل لارنس آف عرب کے متعلق تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ان کی حالت میں تاحال کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور اس لئے ان کے متعلق سخت تشویش کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کرنل لارنس کے موٹر سائیکل کا ایک سائیکل سے تصادم ہو گیا تھا۔ جس پر ایک بچہ سوار تھا۔ اور اس تصادم سے کرنل موصوف موٹر سائیکل سے سو فٹ دور جا پڑے اور آپ کی کھوپڑی پھٹ گئی۔

ماسکو ۱۶ مئی۔ مسٹر لودل وزیر خارجہ فرانس سٹالین اور دیگر سوویٹ لیڈروں کے ساتھ کئی گھنٹوں کی گفت و شنید کے بعد ایک سمجھوتہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں

لندن ۱۶ مئی۔ سینکڑوں ہزاروں جرمن سپاہی۔ وائرلیس آپریٹر۔ ڈاکٹر اور دوسرے امیدوار حبشہ کی فوج میں ملازمت کے لئے درخواستیں دے رہے ہیں۔ امیدواروں کی کثرت کا یہ عالم ہے۔ کہ حبشہ کے قنصل جنرل کو ٹیلیفون کے پیغامات اور خطوط کا جواب دینے کے لئے اپنے سٹاف میں اضافہ کرنا پڑا ہے۔ ان سب امیدواروں کو یہی جواب دیا جاتا ہے۔ کہ حبشہ کی فوج میں کوئی جگہ نہیں۔ اور ہماری گورنمنٹ یورپینوں کو اپنی ملازمت میں لینے کے لئے تیار نہیں۔

لاہور ۱۶ مئی۔ ہز ایکسی لنسی دی چانسلر آف پنجاب یونیورسٹی نے لفٹنٹ کرنل ڈی۔ اے ہیوگ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور خواجہ دل محمد صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور اور ڈاکٹر محمد اقبال یونیورسٹی پروفیسر آف پرشین کو پنجاب یونیورسٹی کا دوبارہ اعزازی فیلو نامزد کیا ہے۔

برلن ۱۵ مئی۔ آئندہ منگل کے روز ہر ہٹلر کی ریشتاغ میں ایک اہم تقریر ہونے والی ہے جو جرمن فارن پالیسی کے متعلق ایک سرکاری بیان کی حیثیت رکھے گی۔ اس تقریر کو براڈکاسٹ کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے

شملہ ۱۶ مئی۔ ہوم ممبر ریاست کپورتھلہ نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ اخباروں میں شائع شدہ اس خبر میں قطعاً کوئی صداقت نہیں۔ کہ فرقہ دار فسادات میں تیس اشخاص زخمی ہو گئے ہیں ریاست میں کوئی تازہ فرقہ دار فساد نہیں ہوا۔

لندن ۱۶ مئی۔ منچوریا آئیل کمپنی کی طرف سے عائد کردہ شرائط چونکہ ناقابل العمل ہیں۔ اس لئے منچوریا میں کام کرنے والی تمام غیر ملکی آئیل کمپنیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ منچوکو میں کاروبار بند کرکے تمام سٹاک وہاں سے دوسرے مقامات پر بھجوا دیا جائے۔

وارسا ۱۴ مئی۔ مارشل پلوڈسکی کو اس محل میں جہاں بادشاہوں اور قومی ہیروؤں کو دفن کیا جاتا ہے۔ پوری شان و شوکت سے دفن کیا گیا۔ آپ نے اپنی بیوی کو ہدایت کی ہے۔ کہ اس کا دماغ سائنٹیفک ریسرچ کے لئے پولینڈ کی یونیورسٹی کے طلباء کو دیدیا جائے۔

کوئٹہ ۱۵ مئی۔ چمن میں ایک جرگہ میٹنگ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس میں افغان گورنمنٹ کے ڈیلیگیٹ اور حکومت ہند کے نمائندے شریک ہونگے۔ اور چمن کی سرحد پر حملوں اور دوسرے جھگڑوں کو سلجھانے کی کوشش کرینگے۔

امرتسر ۱۵ مئی۔ آج یہاں سونے کا بھاؤ ۔/۵/۳۶۔ اور چاندی کا ۔/۱۴/۸۰ ہے گندم ۳/۶/۲۔ چنے ۔/۱/۲۔ بنولے ۔/۱/۲ روئی ۔/۸/۱۱ فی من ہے۔

لکھنؤ ۱۶ مئی۔ سب ڈویژنل آفیسر نے حکم دیا ہے۔ کہ قصبہ امیٹھی میں جہلم کے تعزیئے۔ صبح ۸ بجے سے ۵ بجے شام کے درمیان گذر جائیں۔ تعزیوں کے جلوس کے راستہ میں جو مندر آئیں۔ ان کے دروازے اس عرصہ میں بند رکھے جائیں۔ اور ان میں گھڑیال نہ بجائے جائیں۔ اور نہ ہی کسی قسم کا گانا ہو۔

لندن ۱۶ مئی۔ ہاؤس آف کامنز میں انڈیا بل کے کمیٹی سٹیج کے آخری روز سر سیموئل ہور کا فرنچائز شیڈول جو ۳۶ صفحات کا ہے پیش ہوا۔ ایک ممبر نے اس میں یہ ترمیم پیش کی۔ کہ ہندوستان کے تعلیم یافتہ مردوں کی بیویوں کو ووٹ دینے کا حق دیا جائے۔ لیکن یہ ترمیم گر گئی

نئی دہلی ۱۶ مئی۔ مالیر کوٹلہ کے ہندوؤں نے بھکشو اوتم صدر ہندو مہاسبھا کو تار دیا ہے۔ کہ ریاستی ہندوؤں نے چند روز سے ہڑتال کر رکھی ہے۔ اور اکثر شہر چھوڑ رہے ہیں۔ ان میں خوف و ہراس طاری ہے مہربانی کرکے جلد امداد کے لئے یہاں آئیں۔ ہندو مہاسبھا کی طرف سے نواب صاحب سے بذریعہ تار درخواست کی گئی ہے۔ کہ مصیبت زدہ ہندوؤں کی امداد کی اجازت دیدی جائے۔

لندن ۱۵ مئی۔ ایک چشمہ کے پھٹنے سے ۴۰۰ چینی کانکن اور جاپانی انجینئر ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔

لدھیانہ ۱۵ مئی۔ سرہند کے سٹیشن سے ایک عورت معہ اپنی جوان لڑکی کے ایک گاڑی پر سوار ہوئی۔ گاڑی کے حرکت میں آنے کے بعد اسے معلوم ہوا۔ کہ وہ غلط گاڑی میں بیٹھ گئی ہے۔ وہ دونوں ماں بیٹیاں چلتی گاڑی سے کود پڑیں۔ لڑکی کو تو معمولی ضربات آئیں۔ مگر اس کی ماں پرتھ میں الجھ کر لائن پر جا پڑی۔ اس کے دونوں بازو کٹ گئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد فوت ہو گئی۔

بنارس ۱۶ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آل انڈیا کانگریس سوشلسٹ پارٹی اپنے رضاکاروں کو ٹریننگ دینے کے لئے الموڑہ میں ایک کیمپ کھول رہی ہے۔ جہاں تین ہفتہ ٹریننگ دی جائے گی۔

روم ۱۶ مئی۔ حکومت اٹلی نے چاندی کی برآمد کی ممانعت کر دی ہے۔ کیونکہ اسے اپنی نوآبادیات کے لئے خود چاندی کی ضرورت ہے۔

لاہور ۱۶ مئی۔ موضع جنڈ ضلع کیملپور میں ایک ملازم نے اپنے آقا کی بیوی اور تین ماہ کے بچہ کو کلہاڑی سے ہلاک کر دیا۔ اور زیورات اتار کر بھاگ گیا۔ مقتولہ کا خاوند سب انسپکٹر ورکس ریلوے تھا۔ اور دورہ پر باہر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر اس نے لاشیں دیکھیں۔ تو بے ہوش ہو گیا۔ ملزم لاہور میں زیور فروخت کرتا ہوا گرفتار ہو چکا ہے۔ اور اس نے اقبال جرم کر لیا ہے اور کہا جاتا ہے۔ کہ مالکہ چونکہ اکثر مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرتی رہتی تھی۔ اس لئے میں نے اسے قتل کر دیا۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی